آپ ﷺ کے عطا کردہ معاشی ضوابط اور تاجروں کی تربیت

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری
سابق پروفیسر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، وممبر صوبائی اسمبلی وقومی اسمبلی

ABSTRACT

Prof. Dr. Noor Muhammad Ghafare

Prophet Muhammad ﷺ laid down guiding principles for human being in every discipline of life. One of these is economic training. This thesis deals with this very aspect of human life.

Prophet Muhammad ﷺ enjoined the traders to speak politely, encouraged them to do the free trade and business and has strictly forbidden them from exploitative business. Interest based transactions, hoarding and adoption of unfair means for earning bread is strongly discouraged. Prohet ﷺ instructed his followers to adopt Permitted (Halal) means and the same should be fed to their children as well to themselves.

If the given strategy by prophet ﷺ is applied economic in and financial matters, it can always help the country to grow economically and overcome the financial crunch.

اسلام نے تجارت کے بابرکت پیشہ کو پاکیزہ اور صاف ستھرا رکھنے کے لئے چند ضوابط مقرر کئے ہیں اور یوں تجار کو تلقین کی ہے کہ وہ ان ضوابط کی پابندی کریں، ورنہ یہ بابرکت پیشہ جس پر ثواب آخرت کا وعدہ بھی ہے، ان کے لئے حرام رزق کا ذریعہ اور آخرت میں رسوائی کا موجب بنے گا۔ ان اسلامی ضوابط میں سے چند اہم درج ذیل ہیں۔

عقیدہ اور اخلاق

اسلام نے اپنے قوانین تجارت کی بنیاد عقیدہ اور اخلاق پر رکھی ہے۔ اسلام تجار کو سکھاتا ہے کہ وہ اللہ کریم کے بندے ہیں، جو ان کے ہر ڈھکے چھپے کو ہر وقت دیکھتا اور جانتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیباً (۱)

ترجمہ: ''یقیناً اللہ کریم ہر ایک شے پر نظر رکھے ہوئے ہے۔''

اور جب اسلام نے یہ سکھا دیا کہ تمام مسلمان (بلکہ انسان) آپس میں بھائی بھائی ہیں تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک بھائی کم تول کر اور زیادہ قیمت وصول کر کے اپنے بھائی کو نقصان پہنچائے اور دوسرا کم قیمت دے کر یا ناقص مال دے کر کھرے مال کی قیمت وصول کرے اور یوں اپنے بھائی کا معاشی استحصال کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی جامع تعلیمات میں اس عقیدہ کی بنیاد ان الفاظ میں فراہم کر دی ہے۔

لا یومن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ مایحب لنفسہ(۲)

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

اسلام چاہتا ہے تجارت پیشہ افراد اخلاقِ حسنہ سے متصف ہوں، وہ اخلاقِ حسنہ یہ ہیں: صدق و امانت، دیانت، معاملات کی صفائی اور اگر معاملہ طے کرنے میں کبھی تکرار تک

نوبت پہنچ جائے تو نرم گفتگو اور عزتِ نفس کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان اوصاف سے متصف تجار کے لئے دعا کی ہے۔

رحم اللّٰہ رجلا سمحا إذا باع وإذا اشتری و إذا اقتضی (۳)

ترجمہ: ''اللہ کریم کی رحمت ہو اس شخص (تاجر) پر جو جب بھی بیچے، خریدے اور قرض لینے کا مطالبہ کرے تو نرم گوئی سے کرے اور درگزر کا معاملہ کرے۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

ألا أخبرکم بمن یحرم علی النار و تحرم علیه النار، سهل إذا باع سهل اذا اشتری، سهل إذا اقتضی۔ (۴)

ترجمہ: ''کیا تمہیں اس شخص کے بارے میں نہ بتادوں جو آگ پر حرام اور آگ اس پر حرام کردی گئی ہے؟ ہر ایک نرم پہلوؤں والا جو جب بیچے جب خریدے اور جب مطالبہ کرے تو آسانی وسہولت سے معاملہ کرے۔''

ایک جگہ اس خوشخبری کو آخرت میں تجارت کے لئے اعزاز واکرام کا موجب ہونے کے لئے دوسرے انداز میں دہرایا ہے:

أنا أحق بذلك منك، سامحوا عبدی و تجاوزوا عنه کما کان یسامح فی دار الدنیا (۵) ۔

ترجمہ: ''میں اس کا حق ادا کرنے میں تم سے زیادہ ہوں۔ میرے بندے سے درگزر کرو جیسے یہ دنیا میں درگزر سے کام لیا کرتا تھا۔''

کان تاجر یداین الناس، فإذا رأی معسرا قال

لفتيانه: تجاوزوا عنه، لعل الله أن يتجاوز عنا، فجاوز الله عنه۔ (٦)

ترجمہ: ایک تاجر لوگوں سے ادھار کا معاملہ کرتا تھا، جب وہ (مقروض کو) تنگدست دیکھتا تو اپنے کارندوں کو کہتا اس سے درگزر کرو شاید اللہ کریم ہم سے بھی درگزر کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمادیا۔

یہاں اس عقیدہ کی برکات اور ربیت کے ثمرات کو دکھایا جارہا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جو مخلوقِ خدا سے درگزر کرے گا اللہ کریم اس سے درگزر فرمائیں گے۔

تجارتی اخلاقِ حسنہ کو آپ ﷺ نے ایک دوسرے انداز میں یوں ادا فرمایا:

البيعان بالخيار مالم يتفرّقا فان صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وإن كتما وكذبا فحقت بركة بيعهما۔ (٧)

ترجمہ: ''بیوع میں خیار ہوتا ہے جب تک فریقین (بائع ومشتری) علیحدہ نہ ہو جائیں۔ البتہ اگر انہوں نے سچائی اختیار کی اور (مبیع یعنی فروخت اور خرید کی جانے والی شئے کے عیوب کو) واضح بیان کردیا تو انہیں ان کی تجارت میں برکت دی جائے گی، اور اگر انہوں نے عیوب کو چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان کی بیع کی برکت مٹادی جائے گی۔''

عن واثلة ابن الاسقع قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من باع عيبالم يتنبه لم يزل في مقت الله أولم تزل الملئكة تلعنه۔ (٨)

ترجمہ: ''حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس کسی نے

ایسے عیب کے ساتھ کوئی شئے فروخت کی، جس عیب پر اس نے (خریدار کو) آگاہ نہیں کیا تھا، وہ ہمیشہ اللہ کریم کے غصہ میں رہے گا یا فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے"۔

اس ارشاد مبارک میں ان بدقسمت تاجروں کے لئے درس عبرت اور تربیت ہے جو ناقص مال دے کر خالص کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ انسانوں کو دھوکہ دے کر اور چند کھوٹے سکے کما کر خود اور اپنی اولاد کو حرام کھلا رہے ہیں۔

اسی طرح ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار کی طرف نکلے تو لوگوں کی طرف دیکھا کہ خرید و فروخت میں مشغول تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔

یا معشر التجار! یا معشر التجار! فرفعوا أعناقهم واستجابوا وانصتوا، فقال: إن التجار يبعثون يوم القيامة فجار إلّا من اتقى الله و بر و صدق۔ (۹)

ترجمہ: "اے تجار کا گروہ! اے تجار کا گروہ! (لوگوں نے آواز سنا کر) اپنی گردنیں اٹھائیں، متوجہ ہوئے اور سراپا گوش بن کر سننے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجار قیامت کے دن فاجر بن کر اٹھیں گے، سوائے اس تاجر کے جس نے اللہ کریم کا خوف کیا، بھلائی کی اور سچ بولا۔"

مذکورہ احادیث سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے تعلیم کردہ تجارتی ضابطہ اخلاق کے اپنانے سے نہ صرف آخرت میں اجر و ثواب کا وعدہ ہے بلکہ دنیا میں بھی ان اخلاقِ کریمانہ سے مزین تجار کو برکت اور فلاح کی خوشخبری سنادی گئی ہے۔

تربیت اور کاروبار تجارت کی آزادی

اسلام نے تجارت میں تجارتی کاروبار، تجارتی معاملات اور معاہدات لین دین کو تجارتی حریت پر مبنی کیا ہے اور جہاں اسلامی ریاست کو تجار کے معاملات میں دخل اندازی کی اجازت دی گئی ہے اس کا مدعا بھی خریداروں اور فروخت کاروں کے مصالح کا تحفظ کرنا، انہیں

یقینی بنانا اوران کے حصول میں مدد دینا ہوتا ہے، مثلاً کاروباری مراکز کے لئے جگہوں کا انتخاب، ناپ تول کا نظام، راہداری کی سہولتیں، ذرائع نقل وحمل، بازارِ زر کی ترویج، نظام منڈی کی نگرانی، وغیرہا سب تجارتی سرگرمیوں کو ترقی اور تحفظ دینے کے لئے ہوتا ہے، اوران کا مدعا کبھی بھی یہ نہیں ہوتا یا ہوسکتا کہ ان سہولیات کو حکومت تجارت کی راہ کا پتھر بنائے۔ ہاں یہ خدمات ان بدباطن تجار کے لئے رکاوٹ بن سکتی ہیں جو ملاوٹ اور دھوکہ دہی سے کام لیں، ذخیرہ اندوزی کر کے مصنوعی قلت پیدا کریں اور قیمتوں کو چڑھا کر مجبور صارفین کا معاشی استحصال کریں۔

قرآن مجید نے اس تجارتی حریت کا اعلان ان الفاظ میں کیا ہے:

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (۱۰)

ترجمہ: ''مگر یہ تجارت تمہاری باہمی رضامندی سے ہو۔''

نبی کریم ﷺ کو تجارتی کاروبار کی طبعی آزادی کا کس قدر احساس تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک بار مدینہ منورہ کے تجار نے مل کر آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان کے لئے بازار کے نرخ متعین کر دیں۔ آپ ﷺ نے اس تجویز کو رد کرتے ہوئے فرمایا۔

لا تسعروا فان اللہ ھو المسعر (۱۱)

ترجمہ: ''بھاؤ مقرر نہ کرو کیونکہ بھاؤ مقرر کرنے والی ذات پاک تو اللہ کریم ہی کی ہے۔''

اس الہامی جواب میں آپ ﷺ نے تجارتی کاروبار کو سرکاری سطح پر منظم کرنے اور یوں اللہ کریم کے ان گنت بندوں کو تجارت کے ذریعے روزی کمانے سے باز رکھنے کے آئندہ کسی فیصلہ کے امکان ہی کو رد کر دیا ہے۔

اسلام صرف داخلی تجارت ہی کی آزادی کا قائل نہیں بلکہ وہ خارجی تجارت کو بھی آزاد دیکھنا چاہتا ہے۔

ذخیرہ اندوزی نہ کرنے کی تعلیم وتربیت:

اسلام کے عادلانہ نظامِ تجارت نے احتکار (ذخیرہ اندوزی) کو اس کی تمام انواع و اقسام کے ساتھ ممنوع قرار دیا ہے اور اسلامی ریاست کو اجازت دی ہے کہ وہ اس ملعون عمل کو روکنے کے لئے دخل اندازی کرے۔

شریعت اسلامی کی رو سے ذخیرہ اندوزی Hoarding یہ ہے کہ کوئی شخص غلہ یا دیگر اجناس کی بڑی مقدار اس لئے اکٹھا کر لے یا خرید کر ذخیرہ کر لے کہ بازار گراں ہو جائے اور صارفین میں اس چیز یا جنس کی مانگ کا مرکز صرف وہی بن جائے اور وہ مجبور ہوکر اس ذخیرہ اندوز (محتکر) سے اس کی شرائط اور مقررہ نرخوں کے مطابق خریدیں۔ البتہ اگر بازار میں اس ذخیرہ کی جانے والی شئے یا جنس کی کوئی کمی نہ ہو اور کسی شخص کے کسی شئے کو ذخیرہ کرنے کا قیمتوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہو تو فقہاء اسلام نے اس ذخیرہ کرنے کو ذخیرہ اندوزی نہیں کہا ہے۔(۱۲)

اسلام کے قانونِ تجارت میں ایسا تاجر ملعون اور خطا کار ہے جو ذخیرہ اندوزی کر کے مصنوعی قلت پیدا کرے اور پھر بازار میں اپنا مال لاکر من مانے دام وصول کرے۔ ایسا تاجر دراصل ڈاکو اور قاتل کی طرح ہے جو اپنی قبا رکھنے کے لئے اپنے بھائیوں کا خون نچوڑنا چاہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے انسان دشمن تاجر کے نفسیاتی عمل اور اس کے انجام کی اطلاع اس طرح دی ہے:۔

من احتکر یرید أن یغلی بها علی المسلمین فهو خاطی۔(۱۳)

ترجمہ: ''جس تاجر نے ذخیرہ اندوزی اس ارادہ سے کی کہ وہ اس طرح مسلمانوں پر اس شئے کی قیمت چڑھائے وہ خطا کار ہے۔''

آپ ﷺ نے جائز طریقہ تجارت سے نفع کمانے والے تاجر اور ذخیرہ اندوز میں فرق کرتے ہوئے فرمایا:

ألجالب مرزوق والمحتکر ملعون۔ (۱۴)

ترجمہ: ''سوداگر کو رزق ملتا ہے اور ذخیرہ اندوز لعنتی ہے۔''

آپ ﷺ نے ایک حدیث شریف میں ذخیرہ اندوزی کی مدت کی طرف بھی اشارہ کردیا ہے اور اس کے برے انجام سے بھی ڈرایا ہے، فرمایا:

من احتکر طعاما أربعین یوما فقد بری اللّٰہ منہ۔ (۱۵)

ترجمہ: ''جس نے اشیاء خوردنی کی ذخیرہ اندوزی چالیس روز تک کئے رکھی۔ اللہ کریم اس کی ذمہ داری سے بری ہوں گے۔''

من احتکر علی المسلمین طعامھم، ضربہ اللّٰہ بالجزام والإفلاس۔ (۱۶)

ترجمہ: ''جس نے مسلمانوں کے خلاف اشیاء خوردنی کی ذخیرہ اندوزی کی، اسے اللہ کریم کوڑھ اور مفلسی میں مبتلا کریں گے۔''

اس ضمن میں ابن قدامہ رحمہ اللہ علیہ نے ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دکاندار کو ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا اور ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتناعی ارشاد بھی سنایا مگر وہ باز نہ آیا اور کوڑھی بن گیا۔ (۱۷)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک ذخیرہ اندوز کا غلہ (سزا کے طور پر) جلادیا۔ (۱۸)

فقہاء اسلام کی ایک جماعت نے ایسے تجار کا سامان حکومت اسلامیہ کو بازار کے نرخوں پر فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔ (۱۹) اور انہوں نے اپنے فتویٰ کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ اس قانونی کلیہ پر رکھی ہے۔

لاضرر ولا ضرار۔ (۲۰)

ترجمہ: ''نہ نقصان برداشت کرو نہ نقصان کا موجب بنو۔''

اس بارے میں فقہاء احناف کا فتویٰ ہدایہ میں یوں درج ہے۔:

جب (محتکر کا) مسئلہ قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ محتکر کو حکم دے گا کہ وہ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی غذائی ضروریات (جن کا اندازہ فراخی سے کیا جائے گا) سے جو کچھ فاضل بچے اس کو فروخت کر دے۔ اور قاضی اس کو احتکار کرنے سے منع کر دے گا۔ اگر اسی تاجر کو دوبارہ اسی جرم میں قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تو اسے قید کر دے گا اور مناسب حال سزا دے گا تاکہ عامۃ الناس کی ضرر رسانی ختم ہو۔ (۲۱)

اسلام کے قانون تجارت نے ذخیرہ اندوزی کی تمام ممکنہ صورتوں کو بھی مردود قرار دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور میں احتکار کی دو مروجہ صورتوں "تلقی الرکبان" اور "بیع حاضر للباد" کو ممنوع قرار دیا۔ اس سلسلے میں درج ذیل نظائر قابل توجہ ہیں۔

نهى رسول الله ﷺ عن تلقى الركبان۔ (۲۲)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر سے نکل کر باہر سے آنے والے تجارتی قافلوں سے جا ملنے سے منع فرمایا۔"

فقہاء اسلام نے "تلقی الرکبان" کی تشریح اس طرح کی ہے کہ جب کبھی شہر میں غلہ یا دیگر اشیاء خوردنی کی قلت ہو اور قحط کے آثار نمایاں ہوں اور شہر کے شاطر تجار شہر سے نکل کر شہر کی طرف آنے والے تجارتی قافلوں کو راستہ ہی میں روک کر ان کا تجارتی سامان (خصوصاً اشیاء) خرید کر اور چور بازار میں لاکر اپنی شرائط کے مطابق فروخت کریں اور من مانی قیمت وصول کریں۔ (۲۳) "تلقی الرکبان" کی ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ شہر کے خودغرض تجار باہر سے آنے والے کسانوں اور سادہ لوح دیہاتیوں کو شہر کا اصل بھاؤ بتائے بغیر انہیں دھوکہ دے کر ان کی اشیاء سستے داموں خرید لیں اور شہر کے باہر ہی سے اشیاء کا خرید لینا "تلقی الرکبان" کی نہی میں نہیں آتا جبکہ نہ اشیاء کی گرانی ہو نہ قلت ہو تو ممنوع نہیں ہے۔ (۲۴)

نهى رسول الله ﷺ ان يبيع حاضر لباد وان كان اخاه لابيه وامه۔ (۲۵)

ترجمہ: ''جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ شہر والا دیہاتی کے لئے بیچنے کا کام کرے۔ (خواہ حقیقی) بھائی ہی ہو۔''

فقہاء اسلام نے ''بیع حاضر لباد'' کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ایک تاجر کا سامانِ تجارت شہر میں موجود ہے مگر وہ صرف اپنی نفع اندوزی اور زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کی قبیح خواہش کی تکمیل کے لئے شہریوں کی ضروریات جاننے کے باوجود اپنا سامان ان کے ہاتھوں فروخت نہ کرے بلکہ دیہات میں جا کر سادہ لوح دیہاتیوں کو مہنگے داموں فروخت کرے۔ بیع حاضر لباد کی دوسری شکل یہ بھی ہے کہ شہری دیہاتیوں کے درمیان مانع بن کر خود دیہاتیوں کی جانب سے ذمہ دار بن کر گراں قیمت پر اشیاء خرید کراتا ہے۔ اگر شہری کا یہ عمل فریقین میں سے کسی کے لئے بھی نقصان کا باعث بنے تو یہ کاروبار ممنوع ہے۔ لیکن اگر وہ صرف دلال کا کام کرے اور اس کی نیت اور عمل دونوں سے کسی فریق (دیہاتی یا شہری) کو نقصان نہ پہنچے تو یہ عمل (دلالی) درست ہے۔ (۲۶)

موجودہ دور میں مہذب احتکار کی مندرجہ ذیل شکلیں رائج ہیں۔

الف﴾ شرکت قابضہ:

ایسی شرکت میں پیداواری کاروبار کے اکثر حصص حصہ دار ہی خریدتے ہیں۔ لہٰذا وہ کسی شئے یا خدمت کی پیداوار کی حد اور اس کی قیمت کا تعین اپنی مرضی سے کرتے ہیں اور یوں خریداروں کا استحصال کرتے ہیں۔

ب﴾ ادماج:

اس استحصالی طریقہ کے مطابق چند کمپنیاں مل کر ایک وحدت قائم کر لیتی ہیں، اور یوں کسی شئے کی پیداوار اور اس کی قیمت پر اجارہ داری قائم کر لیتی ہیں۔

ج﴾ وحدتِ قیمت:

چند مالکان یا کارخانہ داران مل کر بازار میں ایک قیمت طے کر لیتے ہیں اور اس

قیمت کے ذریعے گاہکوں کا استحصال کرتے ہیں اور اپنے نفع کا زیادہ سے زیادہ حصول ممکن بنا لیتے ہیں۔

سود سے بچنے کی تربیت:

اسلام کے عادلانہ قانونِ تجارت نے تجارتی کاروبار سے ہمہ قسم کے سود کے خاتمہ کا حکم دیا ہے۔ اسلام نے سود کو معاشی استحصال کی منحوس ترین شکل کہا ہے جس کے معاشی تعاون اور نتیجہ معاشی فلاح پر نہایت خطرناک آثار مرتب ہوتے ہیں۔

حرمت سود کی اصل یہ آیت قرآنی ہے:

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۔ (۲۷)

ترجمہ: ''اللہ کریم نے تجارتی کاروبار کو حلال کر دیا ہے جب کہ سودی لین دین کو حرام قرار دیا ہے۔''

اس جرم میں ملوث افراد کے لئے شدید ترین وعید سنائی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (۲۸)

ترجمہ: ''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم واقعی ایماندار ہو تو اللہ کریم سے ڈرو اور جو (تمہارا کسی کے ذمہ) سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر تمہارے خلاف اللہ کریم اور اس کے رسول کریم ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔''

اس آیت کریمہ کی رو سے اسلامی ریاست کو واضح طور پر اختیار ملتا ہے کہ وہ سود خوروں سے لڑ کر یعنی انہیں سخت سزائیں دے کر سودی لین دین سے باز رکھے۔

سود خور کے ذلت آمیز انجام کی خبر اللہ کریم نے بڑے ڈراؤنے انداز میں دی ہے ارشاد ہے:

الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰا۔(۲۹)

ترجمہ: ''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (آخرت میں اللہ کریم کے حضور) ایسی حالت میں کھڑے ہوں گے کہ گویا انہیں بھوت پریت لپٹ گیا ہو، اور وہ خبطی ہو گئے ہوں۔ یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ خرید وفروخت کا معاملہ بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔''

اس سلسلہ میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمہ اللہ علیہ کے الفاظ قابل غور ہیں وہ لکھتے ہیں:

دراصل سود خور انسان روپیہ اور دولت کے خمار میں ایسا بدمست ہوتا ہے کہ وہ انسانی اخلاق، مروت، ہمدردی بلکہ انسانیت کو بے معنی اور مہمل الفاظ سمجھنے لگتا ہے اور خود غرضی، حرص و طمع اور دوسروں کو برباد کر کے اپنے مفاد کا حصول اس کی زندگی کا نصب العین بن جاتے ہیں۔ وہ ہر وقت اس تگ ودو میں پاگل کتے کی طرح مجنون ومخبوط پھرتا رہتا ہے اور مظلوموں بیکسوں کی فریاد وحالت زار سے اندھا، بہرا اور گونگا بن جاتا ہے۔(۳۰) گویا کہ دیوانہ ہے جسے بھوت پریت لپٹ گیا ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ...... جنہوں نے ایک حدیث میں اپنی بعثت کا مقصد ہی اللہ کریم کے بندوں کو کریمانہ اخلاق سکھانا بتایا ہے۔(۳۱) نے سودی معاملات کرنے والوں پر اللہ کریم کی لعنت اور ان کے مجنون و پاگل ہونے کی خبر دی ہے۔ مندرجہ ذیل نظائر پر نظر ڈالئے اور سود خوروں کے عبرت ناک انجام کا اندازہ کیجئے۔

لعن اللّٰہ أکل الربا وموکله و کاتبه وشاهدیه وقال:
هم سواء۔ (۳۲)

ترجمہ: ''اللہ کریم نے سود خوار، سودی دستاویز لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا کہ اللہ کریم کی لعنت میں وہ سب برابر ہیں۔''

أکل الربوا یبعث یوم القیامة مجنونا۔ (۳۳)

ترجمہ: ''سود خور قیامت کے دن پاگل اٹھایا جائے گا۔''

اب ذرا ہمارے آج کل کے تجارتی کاروبار پر نظر ڈالئے۔ مقام افسوس وحسرت ہے کہ سارا کاروبار سود کی ظلمت میں گھرا ہوا ہے اور ہمیں پرواہ بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ اور اس کا انجام دنیوی ذلت، مفلسی، محتاجی اور آخرت مین عذابِ جہنم ہوگا۔

ملاوٹ اور دھوکہ دہی نہ کرنے کی تربیت

ملاوٹ اور دھوکہ دہی جسے آج کل کاروباری ہنر اور نفع آوری کا بہترین ذریعہ سمجھ لیا گیا ہے۔ اسلام کے قانونِ تجارت میں نہایت قبیح حرکت اور انسانیت سوز عمل قرار دیا گیا ہے۔ تجارتی کاروبار میں اس قسم کی حرکات کرنے والے کمینہ فطرت ہے، تجار کی نفسیات یہ ہوتی ہے کہ وہ زیادہ نفع کمائیں، ناقص مال دے کر عمدہ مال کے دام وصول کریں، گویا اپنے بھائیوں کا نقصان کر کے اپنا نفع بڑھائیں وہ انہیں دھوکہ دے کر اور دیوانہ سمجھ کر اپنی اس فرزانگی پر اپنے دل ہی دل میں مفتون ہوئے جاتے ہیں۔ غالباً انسان دشمنوں، آستین کے سانپوں کو یہ خبر نہیں کہ اپنی اس انسانیت کش حرکت سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے اعلیٰ منصب سے بھی محروم ہونے کا خطرہ مول لے رہے ہیں، آپ ﷺ نے ایسے تجار کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

من غش فلیس منا۔ (۳۴)

ترجمہ: ''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گوالے کا دودھ ملا پانی زمین پر بہا دیا تھا۔ (۳۵)

تاکہ لوگوں کی اس سزا کے ذریعہ تربیت ہو۔

جوایا سٹہ بازی سے بچنے کی تربیت:

شریعت عادلہ نے کاروبار تجارت میں جوا اور سٹہ بازی کی بھی ممانعت کی ہے۔ جوایا سٹہ سے مراد صرف وہی جوا ہی نہیں جو نقد کے ذریعے کھیلا جاتا ہے، بلکہ تجارتی کاروبار میں جوا اور سٹہ (Gambling & Speculation) مختلف تجارتی شکلوں میں پایا جاتا ہے۔ جن کے نام گو اور ہیں مگر دراصل وہ تجارتی جوئے ہی ہیں۔ عہد جہالت میں تجارتی جوا کی چند شکلیں بیع ملامستہ، بیع منابذہ، بیع مصارہ (کنکری پھینک کر بیع کرنا) وغیرہ تھیں۔(۳۶) جنہیں اسلام کے عادلانہ نظام تجارت نے حرام قرار دیا۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی تجارتی جوے کی یہ تمام صورتیں موجود ہیں، جنہیں نہایت جدید ترین سائنٹیفک بنیادوں پر منظم کردیا گیا ہے۔ مثلاً موجودہ نظام تجارت میں لاٹری، ریس، سٹہ بازی وغیرہ مہذب تجارتی جوئے کی شکلیں ہیں، اسلام کے حکیمانہ قانون تجارت کی رو سے تجارتی جوا نہ صرف تجارتی، معاشی اور طبقاتی استحصال کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ معاشرتی امن کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے، اور مساوات، رواداری، ہمدردی اور مروت ان تمام سوتوں کو بند کردیتا ہے، جن سے ایک معتدل معاشرہ کی سیرابی ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام نے جوے کی تمام شکلوں کو حرام قرار دیا ہے۔

اِنما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ (۳۷)

ترجمہ: ''بلاشبہ شراب، جوا، بت اور پانسے یہ سب سرتاسر نجاست ہیں اور کارِ شیطان ہیں، ان سے بچو۔''

ایک دوسرے مقام پر ان کے نجاست اور کارِ شیطان ہونے کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا:

اِنما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العدوۃ والبغضاءَ فی الخمر والمیسر۔ (۳۸)

ترجمہ: ”بلاشبہ شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوا کی راہ سے تمہارے
درمیان بغض وعناد قائم کردے۔“

تجارتی سٹہ کے محرم راز جانتے ہیں کہ یہ تجارتی نظام کو کس طرح تباہ وبرباد کر کے رکھ دیتا ہے، جس کی تہہ میں صرف اور صرف ایک جذبہ کارفرما ہوتا ہے کہ بلامحنت محض دھوکہ دے کر مکروفریب سے دھن جوڑا جائے۔

شاعر مشرق علامہ اقبال نے اس استحصالی حربہ کی طرف اپنے شعر میں یوں اشارہ کیا ہے:

ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات

پورا تولنے کی تعلیم وتربیت

تجارت کے بابرکت اور باوقار پیشہ کو ناپاک اور بے وقار بنانے کی ایک مکروہ سازش اور انسانیت سوز چال ناپ تول میں کمی ہے۔ اس مکروہ حیلہ کے ذریعہ تاجر کم مال دے کر زیادہ کے دام وصول کرنا چاہتا ہے اور اپنے بھائیوں کی آنکھوں میں دھول ڈال کر ان کے خون پسینے سے کمائے ہوئے دام بٹور لیتا ہے۔

اسلام کے قانونِ تجارت نے اس قبیح حرکت کو بہت بڑا جرم بتایا ہے اور اس پر دنیا و آخرت کی خرابی اور رسوائی کی وعید سنائی ہے۔ قرآن مجید نے اس حرکت پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ (۳۹)

ترجمہ: ”خرابی ہے گھٹا کر دینے والوں کے لئے، وہ لوگ کہ جب
دوسروں سے مال لیں تو پورا پورا لیں اور جب دوسروں کو ناپ کر یا تول

کردیں تو کم دیں۔"

علامہ طبری رحمہ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگ ناپنے میں بڑے خبیث تھے۔ وہ لوگ ناپ میں پاسنگ مارتے تھے۔ (۴۰) یہاں اس امر کا ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ اہل مکہ اشیاء تول کر فروخت کرتے تھے اور اہل مدینہ منورہ ناپ کر فروخت کرتے تھے۔ (۴۱)

زمخشری نے اس ضمن میں ایک شخص ابوجہینہ کا ذکر کیا ہے جو ناپ تول میں کمی کی وجہ سے سارے مدینہ منورہ میں مشہور تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ابوجہینہ کے پاس دو پیمانے تھے ایک اپنے خریدنے کے لئے استعمال کرتا اور دوسرا لوگوں کو اپنی اشیاء فروخت کرنے کے لئے استعمال میں لاتا۔ (۴۲)

ناپ تول کی کمی ایک ایسی لعنت ہے، جس میں بعض سابقہ امم کے بددیانت تجار بھی مبتلا تھے اور جس قوم کے نبی علیہ السلام نے یہ ناپاک حرکت اپنی قوم میں پائی اس نے ہمیشہ اس کی مذمت کی اور اس سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ خصوصاً حضرت شعیب علیہ السلام کا وظیفہ ہی اللہ کریم نے یہی بتایا کہ انہیں صرف اس منحوس حرکت سے لوگوں کو باز رکھنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس آیت کو پڑھیں اور غور کریں۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا
لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ قَدْ جَآءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ
فَأَوْفُوا۟ ٱلْكَيْلَ وَٱلْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا۟ ٱلنَّاسَ أَشْيَآءَ
هُمْ وَلَا تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَٰحِهَا — (۴۳)

ترجمہ: "اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے کہا۔ اے قوم اللہ کریم کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح نشانی آ چکی ہے۔

لہٰذا ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی (خرید کردہ) اشیاء کم کر کے نہ دیا کرو، اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد (اپنے اس ناپاک عمل سے) فساد بپا نہ کرو۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجار کو ناپ تول میں کمی کے عذاب اور انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

قال رسول اللّٰہ ﷺ لأصحاب الكيل والميزان: أنكم قد وليتم أمرين هلكت فيهما الأمم السابقة قبلكم۔ (۴۴)

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپ تول والوں کو فرمایا: بلاشبہ تمہیں ایسے دو کاموں کی نگرانی سونپی گئی ہے جن میں کوتاہی کی وجہ سے کئی قومیں تم سے پہلے ہلاک ہوگئیں (وہ دو کام ہیں: ناپ اور تول)۔"

اسلام کا قانون تجارت ناپ تول میں عدل اور قسط سے آگے بڑھ کر احسان کا درس دیتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بازار سے گزر رہے تھے، ایک شخص کو دیکھتے ہیں جو ناپ تول کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے تعلیم و تربیت دیتے ہوئے فرمایا:

زن و ارجح۔ (۴۵)

ترجمہ: "تول اور جھکتا تول۔"

دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد وقتی تعلیم نہیں تھا، بلکہ قیامت تک آنے والے تمام تجارت پیشہ افراد کے لئے ایک وصیت ہے۔ وحی کے ذریعے غیب کی باتیں بتانے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ آئندہ چل کر ڈنڈی مارنے والے اور ترازو کے جھکاؤ کا دھوکہ دے کر کم تول دینے والے، گاہک کی آنکھوں میں دھول ڈال کر اسے زیادہ ملنے کی خوش فہمی میں مبتلا کرنے والے ماہر بھی آئیں گے، جنہیں اپنے اس مکروہ فن پر ناز بھی ہوگا، ان کے لئے اس تربیت میں درس فلاح ہے کہ تولو اور جھکتا تولو۔

ناپ تول پورا پورا دینے کے خوشگوار معاشرتی نتائج برآمد ہوتے ہیں، اور اس طرح انسانی قلوب ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں کہ بسا اوقات انسان معاشرتی تعلقات کی بہتر استواری کے لئے اپنی خواہشات تک کی قربانی دینے اور مشکلات برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں، اس کی طرف اشارہ قرآن مجید نے حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں کیا ہے۔ جب یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں جو ابھی تک آپ سے ناآشنا تھے، سے حضرت بنیامین علیہ السلام (جو یوسف علیہ السلام کے سگے اور دوسرے بھائیوں کے سوتیلے بھائی تھے) کو مصر لانے کو کہا اور انہیں اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے اجازت لینے میں جو دشواری ہوگی اسے دور کرنے اور انہیں آمادہ کرانے کو کہا تو انہیں یہی احسان جتلایا کہ دیکھو میں تمہیں پورا پورا تول دیتا ہوں۔ اگر میرا یہ احسان سمجھتے ہو تو آئندہ اپنے بھائی بنیامین کو بھی لانا، قرآن مجید کے الفاظ پر غور کریں۔

قال ائتونی باخ لکم من ابیکمۚ الا ترون انی اوفی الکیل وانا خیر المنزلین ○ (۴۶)

ترجمہ: ''(یوسف علیہ السلام نے) فرمایا: میرے پاس اپنے باپ کی طرف سے بھائی کو بھی لے کر آنا۔ تم دیکھتے نہیں میں پورا پورا پیانہ بھر کر دیتا ہوں اور مہمان نوازی بھی اچھی طرح کرتا ہوں۔''

مال فروخت کرنے کیلئے قسمیں کھانے کی ممانعت:

اسلام کے قانونِ تجارت میں منافع زیادہ کمانے کی خاطر اور سامان کو جلد بیچنے کے لئے قسمیں کھانے سے منع فرمایا ہے۔ ایسی قسمیں اگرچہ بظاہر سامانِ تجارت کے جلد اور زیادہ نکاس کا ذریعہ تو بنتی ہیں مگر اس سے تجارت کی برکات حاصل نہیں ہوتی ہیں۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

عن أبی هریرة رضی الله علیه وسلم قال: سمعت رسول اللهﷺ یقول: الحلف منفقة للسلعة، ممحقة

للبركة۔ (۴۷)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: قسم کھانا سودے وسامان کی جلد بکری کا موجب بنتا ہے۔ مگر تجارتی برکت کو مٹاتا ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر قسمیں کھانے سے باز رکھنے کے لئے فرمایا:

عن أبی قتادہ رضی اللّٰہ عنہ أنہ سمع رسول اللّٰہ ﷺ یقول: إیاکم و کثرۃ الحلف فی البیع فإنہ ینفق ثم یمحق۔(۵۰)

ترجمہ: ''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: خرید وفروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو وہ سودے کے نکاس اور رواج کا ذریعہ تو بنتی ہیں مگر پھر برکت کو مٹا دیتی ہیں۔''

حواشی وحوالہ جات

۱۔ النساء، آیت ۱۰٤

۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ۔

۳۔ بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح بخاری بحوالہ ریاض الصالحین، باب فضل السماحۃ فی البیع والشراء

٤۔ الخطیب، ولی الدین أبو عبداللّٰہ، مشکوۃ المصابیح، باب المساھلۃ فی المعاملۃ، مطبوعۃ ایچ ایم سعید کراچی، وحدیث نمبر۱

۵۔ کشف الغمہ: ج ۲

٦۔ الخطیب، ولی الدین أبو عبداللّٰہ، مشکوۃ المصابیح، باب الافلاس والانظار، حدیث نمبر٣، الفاظ کا معمولی اختلاف ھے۔

٧۔ متفق علیہ، ریاض الصالحین، باب الصدق

٨۔ ابن ماجہ: السنن، ابن ماجۃ، کتاب البیوع

٩۔ الخطیب، ولی الدین أبو عبداللّٰہ، مشکوۃ المصابیح، باب المساھلۃ فی العاملۃ حدیث نمبر٨

١٠۔ النساء، آیت٢٩

١١۔ الخطیب، ولی الدین أبو عبداللّٰہ، مشکوۃ المصابیح، باب الاحتکار، حدیث نمبر٣

١٢۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: مرغینانی رحمہ اللّٰہ علیہ کی "الھدایہ" کتاب البیوٗع

١٣۔ الخطیب، ولی الدین أبو عبداللّٰہ، مشکوۃ المصابیح، باب الاحتکار حدیث نمبر٤

١٤۔ الخطیب، ولی الدین أبو عبداللّٰہ، مشکوۃ المصابیح باب الاحتکار، حدیث٢

١٥۔ الخطیب، ولی الدین أبو عبداللّٰہ، مشکوۃ المصابیح، باب الاحتکار، حدیث نمبر٥

١٦۔ حوالہ بالا، حدیث نمبر٤

١٧۔ ابن قدامۃ، موفق الدین أبو محمد عبداللّٰہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ المنار قاھرہ، ١٣٤٥ھ، باب احتکار

١٨۔ شوکانی، نیل الاوطار، ٢/١٨١

١٩۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ دفعہ ٩١٩، ٩٦٤، امام شافعی: الموافقات، مطبع رحمایہ مصر، ٢/٣٥، فتاویٰ ھندیہ، ٣، قاھرہ، ١٣٣٣، ص ٢٢٧

٢٠۔ احمد ابن حنبل رحمہ اللّٰہ مسند احمد، ١/٢١٢

۲۱۔ المراغینانی، برھلن الدین، الھدایہ، مکتبۃ امدادیۃ ملتان، باب الکراھیۃ

۲۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح بخاری، کتاب البیوع

۲۳۔ المراغینانی، برھان الدین، ھدایہ، کتاب البیوع

۲۴۔ المراغینانی، برھان الدین، ھدایہ، کتاب البیوع

۲۵۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب البیوع: نمبر۳۱۲، صحیح مسلم: نمبر ۱۵۲۳، ریاض الصالحین، باب تحریم بیع الحاضر للبادی

۲۶۔ المراغینانی، برھان الدین، ھدایہ، کتاب البیوع

۲۷۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۷۵

۲۸۔ سورہ البقرہ، آیت ۲۷۸

۲۹۔ سورہ البقرہ، آیت ۲۷۵

۳۰۔ سیوھاروی، حفظ الرحمٰن، اسلام کا اقتصادی نظام، دھلی ۱۹۶۹ء، ص۲۶۹

۳۱۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے بعثت: "لأ تمم مکارم الخلاق" مجھے عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔

۳۲۔ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح، باب الربوا

۳۳۔ رواہ احمد و ابوداؤد، الربو

۳۴۔ الخطیب، ولی الدین ابو عبداللہ مشکوۃ المصابیح، باب المنھی عنھا من البیوع، حدیث نمبر۲۶

۳۵۔ الشوکانی، نیل الاوطار، ۲ / ۱۸۱

۳۶۔ ان تمام اقسام کا تعارف میری کتاب تجارت کے اسلامی اصول وضوابط کے پہلے باب میں درج ہے۔

۳۷۔ سورہ المائدۃ، آیت ۹۰

۳۸۔ سورۃ المائدۃ، آیت ۹۱

٣٩۔ سورة التطفيف، آيت ١،٣

٤٠۔ طبری، تفسیر پارہ، آیت ٣٠، سورة التطفيف، آيات ١۔٣

٤١۔ علامہ زمخشری الکشاف پارہ عم، سورة المطففين، آیت ویل للمطففين

٤٢۔ حوالہ بالا

٤٣۔ سورة الاعراف، آیت ٨٥

٤٤۔ الخطيب والى الدين، مشكوة المصابيح، كتاب البيوع، باب السلم والرهن، فصل ثانى، حديث٣

٤٥۔ احمد و ابوداود والترمذی و ابن ماجه والدارمی بحواله مشكوة المصابيح، باب الافلاس والا نظار، حديث نمبر ٢٤

٤٦۔ سورة يوسف، آيت ٥٩

٤٧۔ متفق عليه، بخاری، ٤ نمبر ٢٦٦، صحيح مسلم نمبر١٦٠٦، رياض الصالحين، باب كراهة الحلف فى البيع وان كان صادقا

٤٨۔ رواه مسلم، نمبر ١٦٠٧، رياض الصالحين، حواله بالا: نمبر١٧١٨، ١٨١٨

٤٩۔ متفق عليه، بخارى: ٤، نمبر٢٦٦، صحيح مسلم نمبر١٦٠٦، رياض الصالحين، باب كراهة الحلف فى البيع وان كان صادقا

٥٠۔ رواه مسلم، نمبر١٦٠٧، رياض الصالحين، حواله بالا: نمبر ١٧١٨، ١٨١٨